۲۰ر دسمبر ۱۹۰۷ء

خطبہ جمعہ

تشہد و تعوذ کے بعد آپ نے مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت فرمائی۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَ جَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ (الحجرات:۱۶)۔

اور پھر فرمایا:۔

قرآن میں بہت جگہ پر اس قسم کا ذکر پایا جاتا ہے کہ اکثر لوگ اس قسم کے بھی ہوا کرتے ہیں کہ زبان سے تو وہ بڑے بڑے دعوے کیا کرتے ہیں مگر عملی طور پر کوئی کارروائی نہیں دکھاتے۔ زبان سے وہ ایسی ایسی باتیں بھی کہہ لیتے ہیں جن کو ان کے دل نہیں مانتے۔ چنانچہ قرآن کریم کے شروع میں ہی لکھا ہے وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ مَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ (البقرہ:۹) ایسے لوگ اللہ پر ایمان لانے اور آخرت پر ایمان لانے کے زبانی دعوے تو بہت کرتے ہیں مگر ان کے دل مومن نہیں ہوتے۔ اسی لئے باوجود اس کے کہ وہ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ ایسے

لوگوں کو مومنوں میں سے نہیں سمجھتا۔ وہ لوگ تو کہتے ہیں کہ ہم کو اللہ پر اور آخرت پر ایمان ہے مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَمَاهُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ کہ وہ اللہ کے نزدیک مومن نہیں۔

ایسے ہی ایک اور جگہ قرآن کریم میں لکھا ہے۔ اِذَا جَآءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَكَاذِبُوْنَ (المنافقون:٢) کہ بہت سے آدمی اس قسم کے ہوتے ہیں کہ قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تو ہمارا رسول ہے لیکن ہم قسم کھاتے ہیں کہ یہ لوگ جو اس قسم کے دعوے کرتے ہیں تو یہ صریح جھوٹے ہیں اور منافق ہیں کیونکہ ان کا عمل درآمد ان کے دلی ایمان کے خلاف ہے۔ اور جو باتیں یہ زبان سے کہتے ہیں ان کے دل ان باتوں کو نہیں مانتے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصَّادِقُوْنَ کہ مومن وہی لوگ ہوتے ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور ایمان لاتے ہیں اللہ کے رسول پر۔ اور اگر ان پر کچھ مشکلات آپڑیں تو کوئی شک و شبہ نہیں لاتے بلکہ جَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وہ اپنے مالوں اور جانوں سے خدا تعالیٰ کی راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں۔ لیکن وہ ایسا نہیں کرتے کہ کسی اور کی کمائی سے یا کسی اور کا مال حاصل کر کے خدا کی راہ میں خرچ کر دیں کیونکہ وہ سوچتے ہیں کہ پھر ان کو کہاں سے دوں گا؟ اس لئے وہ خود کما کر اپنے مالوں کو خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

آج کل قحط کا زور ہوتا جاتا ہے۔ مومن کو چاہئے کہ اپنی روٹی کا ایک حصہ کسی ایسے شخص کو دے دیا کرے جس کے پاس روٹی نہیں۔ اگر اس میں سے نہیں دے سکتا تو کوئی پیسہ ہی سہی کہ وہ بیچارہ خرید کر کے ہی کھالے۔ مومن آدمی کو تو خدا کی راہ میں جان دینے سے بھی دریغ نہیں ہوتا۔ دیکھو آجکل سردی کا موسم ہے کسی مفلس کو اوڑھنے کے لئے کپڑا دینے سے تم کو دریغ نہیں کرنا چاہئے۔ مومن کو جوں جوں ضرورتیں پیدا ہوتی رہیں سب میں شرکت لازمی ہے۔ اسی واسطے میں نے یہ آیات پڑھی ہیں کہ مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جنہیں اللہ پر اور اللہ کے رسول پر ایمان ہوتا ہے اور وہ اپنے مال اور جانیں خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں کیونکہ وہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ہمارا خرچ کرنا ضائع نہیں جائے گا۔ اور ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جو خدا کے نزدیک بھی صادق اور سچے مومن ہوتے ہیں۔

اور پھر اس کے آگے فرمایا قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ (الحجرات:١٧) کہ کیا تم لوگ زبانی دعوے

کرنے سے اللہ تعالیٰ کو اپنی دینداری جتلانی چاہتے ہو؟ اللہ کے نزدیک تو تب ہی صادق ٹھہر سکو گے جب عملی طور پر دکھوں' دردوں اور مصیبتوں میں ثابت قدم رہو گے اور اپنے مالوں اور جانوں سے دوسروں کی غمخواری کرو گے اور محتاجوں اور غریبوں کی امداد کرو گے۔ یاد رکھو دوسروں کی غمخواری بہت ضروری ہے لیکن یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کی ہی توفیق سے ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

ایک اور ضروری بات جو اس زمانہ کے لئے نہایت ضروری ہے میں بیان کرنی چاہتا ہوں کہ حضرت صاحب نے ایک دفعہ بہت سے زمینداروں کو اکٹھا کر کے بتایا تھا کہ میں نے دیکھا ہے کہ اس ملک پنجاب میں سیاہ رنگ کے پودے لگائے گئے اور پودے لگانے والوں نے مجھے بتایا ہے کہ یہ طاعون کے پودے ہیں۔ آخر وہ پودے لگے اور لوگوں نے اس کے پھل بھی کھائے۔ اب حضرت صاحب نے پھر فرمایا ہے اور پے در پے الہامات ہوئے ہیں کہ عنقریب طرح طرح کی نئی نئی بلائیں' وبائیں اور بیماریاں پھیل جائیں گی اور عالمگیر قحطوں اور زلزلوں سے دنیا پر سخت درجہ کی تباہی آئے گی اور شدت سے طاعون اور دوسری آفات دنیا کو گھیر لیں گی اور وہ وقت نہایت ہی قریب ہے جبکہ اس قسم کے خطرناک مصائب دنیا کو بدحواس اور دیوانہ سا بنا دیں گے۔ اب دیکھو چار بلاؤں کا مقابلہ دنیا کو کرنا پڑے گا۔ ایک تو خاص وبائیں۔ دوسرے شدت سے ایک نئی قسم کی طاعون۔ تیسرے سخت زلزلے۔ چوتھے قحط شدید۔ اوروں کو جانے دو ان میں سے ایک قحط کو ہی لو۔ گو بچے تو اس بات کو نہیں سمجھ سکتے مگر وہ لوگ جن کے کنبے ہیں خوب سمجھتے ہیں کہ کن کن تکلیفات کا سامنا ہو رہا ہے۔ آگے ربیع کا موسم آیا ہے اس میں اور بھی مشکلات نظر آتے ہیں۔ اور پھر اس کے ساتھ ہی وبائیں ہیں' طاعون ہے' زلزلے ہیں۔

اس لئے چاہیے کہ استغفار اور لاحول اور الحمد اور درود شریف بہت پڑھو اور صدقہ اور خیرات بہت دو اور دعاؤں میں کثرت سے لگے رہو۔ مگر افسوس کہ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ "او! کیا ہے۔ مرنا تو ہے۔ کیا تم نے نہیں مرنا؟ آخر سب نے ہی مر جانا ہے۔ بات ہی کیا ہے۔" مگر خوب یاد رکھو کہ جس کے گھر پر مصیبت آتی ہے وہی جانتا ہے کہ اس قسم کی باتیں کس موقع پر انسان منہ سے نکالا کرتا ہے۔ افسوس کہ اکثر لوگوں میں بدظنی کا مادہ بہت بڑھ گیا ہے۔ مگر وہ یاد رکھیں کہ ان کی بدظنیوں سے کسی کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا مگر ان کو نقصان پہنچ گیا۔ میرا کام کہنا ہے سو وہ تو میں کسی نہ کسی صورت میں کہہ ہی دوں گا۔ اکثر آدمی کہہ دیتے ہیں کہ "میاں! یہ سب باتیں کہنے کی ہوا کرتی ہیں۔ ان کو دیکھا ہوا ہے۔ ہمیشہ ایسی ہی باتیں کیا کرتے ہیں۔ کیا انہوں نے مر کر دیکھا ہوا ہے۔ اس قسم کے وعظ کرنے کی تو ان کی

ایک عادت ہے"۔ مگر ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ باتیں میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ قرآن کریم میں لکھا ہے۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓی اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ۔ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ۔ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (الانعام:۴۳ تا ۴۶)

سو میں نہایت ہی درد بھرے دل سے کروڑوں دفعہ تاکید کے ساتھ کہتا ہوں کہ استغفار اور لاحول کثرت سے پڑھو اور صدقہ اور خیرات بہت کرو اور رو رو کر خدا سے دعائیں مانگو کہ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (یونس:۸۶)۔ یہ نہایت ضروری باتیں ہیں جو میں تمہیں پہنچا دیتا ہوں۔ دیکھو چار بلائیں سامنے ہو رہی ہیں۔ قحط کو تو خود تم بھی محسوس کر رہے ہو۔ اگر انسان بڑی محنت بھی کرے گا تو کس قدر کما لے گا۔ عام لوگ تو آٹھ یا نو روپیہ ماہوار سے زیادہ نہیں کما سکتے۔ آجکل چھ سیر روپیہ کا آٹا بکتا ہے اور ہر ایک چیز گراں ہو گئی ہے۔ اس لئے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ بد صحبتوں سے کنارہ کش رہو۔ بعض صحبتوں میں بیٹھ کر انسان پھر انہیں کے رنگ میں رنگین ہو جاتا ہے اور بعض طبعیتیں ہوتی ہیں کہ وہ دوسروں کا اثر جلدی قبول کر لیتی ہیں۔ کسی نے نظم سنائی تو، اور اگر کسی نے نثر سنائی تو، کسی نے نکتہ چینی کی تو، اور اگر کسی نے غیبت شروع کر دی تو، ایسی طبیعتوں کے لوگ سب کے شریک ہو جاتے ہیں۔ بقدر طاقت اور مقدرت کے انسان کو چاہئے کہ ایسی صحبتوں سے کنارہ کش رہے جن کا اس پر برا اثر پڑتا ہو۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا بہت لحاظ رکھو۔ میں یہ اللہ کے لئے نصیحت کرتا ہوں۔ نمازوں میں بہت دعائیں کرو۔ میں خود بھی مانگتا ہوں اس لئے تمہیں بھی کہتا ہوں کہ تم بھی مانگو۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عنایت کرے۔ آمین۔

(الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۶ --- ۲۴ دسمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۱-۱۲)

☆-☆-☆-☆